انفارمیشن کمیشن کو درپیش مسائل

تحریر: سندس سیدہ

پاکستان کو معرض وجود میں آئے تقریباً ۷ دہائیاں گزر گئیں ہیں۔ ان ۷ دہائیوں میں ہم نے عوام کی سہولیات کے لیے مختلف قوانین بنائے اور کے نفاذ کو یقینی بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ ان ہی قوانین میں سے ایک قانون جاننے کے حق کا بھی ہے جو کہ ہمارا آئینی حق ہے۔ اگر پنجاب کے پنجاب ٹرانسپرنسی اینڈ رائیٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ کی بات کریں تو اسکے کمیشن نے اپنے تین سال مکمل کر لیے ہیں اور اب نئے کمیشن کی تقرری کا وقت آگیا ہے۔ پنجاب میں ۲۰۱۳ء کے آخر میں پہلے آرڈیننس کے طور پر اور بعد میں دسمبر ۲۰۱۳ء میں ایکٹ کے طور پر پنجاب میں جاننے کے حق کے قانون کا اطلاق ہوا۔ اس سے پہلے پنجاب میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں تھا۔ اسکو پنجاب ٹرانسپرنسی اینڈ رائیٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ کہتے ہیں۔ اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے نہایت ضروری تھا کہ اس کے لیے کمیشن بنایا جائے۔ کیونکہ یہ قانون کی ایک شک میں تحریر ہے کہ کمیشن تشکیل دیا جائے جو کہ اس قانون کے اطلاق کرنے لے لیے ہوگا۔ اس کمیشن کے افسران میں چیف انفارمیشن کمیشنر مظہر حسین منہاس، اور انفارمیشن کمیشنرز میں احمد رضا طاہر اور مختار احمد علی شامل تھے۔ یہ پہلا کمیشن بنا تھا اور قانون بھی نیا نیا تھا لوگ اس سے مستفید ہونا چاہتے تھے۔ جب بھی کوئی نیا قانون یا ادارہ بنتا ہے تو لوگوں کو اس سے بہت سی توقعات ہوتیں ہیں اگر سرکاری کاموں میں تاخیر ہو رہی ہو تو ہم اسکی وجوہات جاننے کی کوشش نہیں کرتے اور فوراً ادارے پر نا کام ہونے کے الزامات لگا دیتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے انفارمیشن کمشنر مختار احمد علی سے بات کی تا کہ جان سکیں کہ کمیشن کو ۳ سالوں میں کیا مشکلات درپیش رہیں۔

کمیشن کو درپیش مشکلات کے حوالے سے انفارمیشن کمشنر مختار احمد علی نے بتایا کہ پہلے کمیشن کے افسران کے طور پر ۵ مارچ ۲۰۱۴ء کو کمشنرز کو تعینات کیا گیا۔ مگر ہماری تعیناتیاں تو ہو گئیں لیکن کمیشن کو فعال بنانے کے لیے دفتر اور دیگر اشیاء کا موجود ہونا بھی ضروری تھا۔ بیٹھے کی جگہ، اسٹاف اور ضروری سامان درکار تھا۔ بجٹ چاہئے تھا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ۲ مئی ۲۰۱۴ء کو کرسی سنبھالی۔ حکومت کے ساتھ کام کرنے کا ان کا پہلا تجربہ تھا۔ کمیشن کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں نے سمجھا حکومت کے وہ ادارے جن کے ساتھ کمیشن منسلک ہوگا وہ ہمارا ابتدائی کام کرے گا اور جب ہمارا دفتر بن جائے گا تو ہم اس میں جا کر کام کرنا شروع کر دیں گے۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہمیں اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنا پڑے گا۔ حکومت کے بہت سے لوگ بھی ان تمام مراحل سے واقف نہیں ہوتے کہ کس طریقے سے کوئی نیا ادارہ کام کرے گا یہ نئی بات نہیں تھی۔ لوگوں کی درخواستیں بھی موصول ہونا شروع ہو گئیں تھیں اور قانون پر عمل درآمد کے لئے بنایا گیا پنجاب انفارمیشن کمیشن وسائل کی کمی کے باعث مشکلات کا شکار تھا۔ انفارمیشن کمشنر پنجاب مختار احمد علی نے مزید بتایا کہ پنجاب انفارمیشن کمیشن کے لئے کمشنرز سمیت ۴۶ آسامیاں منظور کی گئی تھیں لیکن ان میں سے ۴۰ آسامیاں ابھی تک خالی ہیں۔ پبلک انفارمیشن آفیسرز کی ٹریننگ کے لئے بجٹ فراہم نہیں کیا گیا جبکہ قانون کی آگاہی مہم کا بجٹ بھی کم کر دیا گیا۔

ہم سے توقعات بہت زیادہ تھیں لیکن ایک کمرہ بھی نہیں تھا جس میں بیٹھ کر کام کا آغاز کیا جائے۔ کوئی کاغذ، قلم یا کوئی کمپیوٹر کچھ تو ہونا چاہئے تھا جس پر کام کیا جاتا۔ ہمیں کوئی آگے بڑھنے کا اشارہ بھی نہیں دیا گیا تھا کہ اب آپ نے خود تمام کام کرنا ہے۔ کوئی ہدایات نہیں جاری کی گئیں تھیں۔ جب ہم نے کرسی سنبھالی تھی تو سالانہ بجٹ کے حوالے سے جو سمری جانی تھی وہ جا چکی تھی۔ کیونکہ جون میں بجٹ آجاتا ہے۔ ہمارا ۲۰۱۴ء کا بجٹ آیا تھا اس میں ہمارے کمیشن کے لیے کوئی پیسہ مختص نہیں کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ تنخواہوں، آمد و رفت اور کسی بھی مد میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا تھا۔ البتہ ہمارے کمشنرز کے لیے تنخواہیں رکھی گئیں تھیں۔ پھر ہم نے کمیشن کے لیے بجٹ مختص کرنے کی درخواست منظور کروائی جس کو ۲۰۱۴ء اکتوبر کے آخر میں جا کر منظور کر لیا گیا۔ بجٹ کس کس مد میں چاہئے کون سی اشیاء درکار ہیں آسامیاں کتنی ہوں گی؟ اس تمام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بجٹ بنایا گیا اور اسکو منظور کروایا گیا۔

بجٹ منظور ہونے کے بعد ہمارے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ کہیں دفتر بنایا جائے۔ جس کے لیے سرکاری طور پر ایک طریقہ کار طے ہے کہ پہلے اشتہار دیا جائے گا اور پھر آنے والی درخواستوں میں سے ایک کو منتخب کیا جائے گا۔ اس عمل سے بھی ہمیں گزرنا پڑا۔ بہت سے لوگ اداروں خاص کر سرکاری اداروں کو گھر نہیں دیتے، بحر حال جون ۲۰۱۵ء تک ہم نے دفتر کے لیے عمارت بھی حاصل کر لی اور اسکے بعد ضرورت کی چیزیں بھی لے لیں۔ اسکے علاوہ سب سے اہم مسئلہ اسٹاف کا تھا جس کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا تھا۔ دفتر کے لیے چپڑاسی اور دیگر عملہ تو تعینات کر لیا گیا لیکن اب ایک اہم مسئلہ تھا کہ ان افسران کو تعینات کیا جائے جو کہ اس قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ سرکاری اداروں میں ایک سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ۱۷ گریڈ کے ایک سرکاری افسر کے پاس بھی اسٹینوگرافر موجود ہوتا ہے لیکن ہم یہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ہمارے پاس تو

اسٹاف ہی موجود نہیں تھا ان پر مزید اسٹاف رکھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ ہم نے اس حوالے سے اسٹاف کو تربیت بھی دی اور اسکول کالج میں جا کر آگاہی بھی فراہم کی۔ ان تمام صورتحال کے باوجود کمشن نے قواعد کا مسودہ تیار کر لیا، کہ کتنی لاگت لائے گی، افسران اور لوگوں کے لیے کیا ہدایات ہوں گی، کتنا جرمانہ یا سزا ہوگی۔

جب نیا نیا رائے دہی کا حق آیا تو لوگ ہم سے کافی نالاں تھے یہ جانے بغیر کہ ہم کن مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں ہمارے پاس جو درخواستیں آتی تھیں ان میں زیادہ تر غیر سرکاری تنظیمیں جو رائے دہی کے حق کے حوالے سے کام کر رہی ہیں اور صحافیوں کی آتیں تھیں۔ ہم نے کسی نہ کسی طرح نہ صرف ان درخواستوں کا جواب دیا بلکہ ہمارے پاس تقریباً ۴۰۰۰ کیس رجسٹرڈ ہوئے جن میں سے ۳۰۰۰ کیسز کا فیصلہ مکمل کر دیا گیا۔ ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت ویب سائیٹ بنائی تا کہ لوگ وہاں سے معلومات حاصل کریں۔ لیکن اس کو برقرار نہیں رکھ سکے کیونکہ ہمارے پاس بے شمار درخواستیں تھیں لیکن کام کرنے لے لیے لوگ نہیں تھے۔ ہم نے بہت سی درخواستوں پر عمل درآمد کروایا ہے۔ جس میں گورنر ہاؤس، پنجاب پولیس کی آن لائن ایف آئی آر درج کرنے کے حوالے سے، اسمبلی کے ممبران کی حاضری ویب پر لگانے، لاہور ڈسٹرک اور سیشن جج، ای ڈی اور تعلیم کو عوام کو معلامات فراہم کرنے کے بارے میں تھیں۔

اسی سلسلے میں جرمانہ بھی کیا گیا۔ کچھ ایسے کیس تھے جن میں جرمانہ عائد کیا گیا اور متعلقہ محکمے کو لکھا گیا کہ ان افسران کو اتنا جرمانہ کیا گیا ہے لہذا ان کی تنخواہوں میں سے رقم کاٹ لی جائے۔ میرے اس سوال پر کہ جرمانے کی رقم کیا کمیشن کو ملتی ہے تو انہوں نے بتایا کہ نہیں وہ ایک مختلف محکمہ ہے اسکو جاتی ہے جہاں تمام جرمانے جمع ہوتے ہیں۔ میرے اس سوال پر کہ کیا آپکو آگاہ کیا جاتا تھا کہ جرمانہ کاٹ لیا گیا؟ تو انہوں نے بتایا نہیں ایسی کوئی معلومات موصول نہیں ہوئی کیونکہ پھر وہ افسر جس پر جرمانہ عائد کیا جاتا تھا وہ کیس آگے چلاتا تھا اور اپنا دفع کرتا تھا۔ مختار صاحب کا کہنا تھا کہ ہمارے کمیشن کے تین سال پورے ہو گئے ہیں اب اگلے کمیشن سے امید ہے کہ وہ درخواستوں کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے بہتر طور پر کام کریں گے۔ کیونکہ ان کو ہماری جیسی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ امید ہے عوام اس قانون سے مستفید ہوتی رہے گی اور نئے کمیشن کی تقرری بھی جلد ہو جائے گی، کیونکہ اگر جلد کمیشن نہ بنا اور کام نہ شروع ہوا تو لوگوں کا قوانین پر سے اعتبار بالکل اٹھ جائے گا۔

مصنفہ انڈویجوئل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com